© rasailojaraid.com

رضوانہ عثمان
علی آباد

سادگی ایک حسن

سادگی سے مراد ہے بسر کرنے کی وہ روش جس میں حیثیت سے بڑھ کر نہ اپنے لئے مشکل پیدا کی جائے اور نہ دوسروں کیلئے مشکل کا باعث بنا جائے۔ سادگی سے مراد تصنع، تکلف اور خودنمائی سے پاک ہونا ہے اس کا اصل تعلق دل سے ہے جیسا کہ ہمارے نبی نے فرمایا کہ مومن کا دل سادہ اور بلندو فطرت ہوتا ہے۔

اقسام: سادگی زندگی کے تمام شعبوں میں ہونی چاہئے تاہم مندرجہ ذیل اس کی معروف اور جانی پہچانی شکلیں ہیں۔

۱۔ لباس

لباس ایسا ہونا چاہئے جس سے اس کی دو بنیادی شرائط پوری ہو جائیں اول ستر یعنی جسم کا ڈھانپنا، دوم فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ بنا یعنی ایسا لباس جو انسان پہنے ہوئے کے باوجود ننگا ہو یا جو پہن کر نماز نہ پڑھی جا سکے ہرگز نہیں پہننا چاہئے۔ نیز آئے دن کے فیشن بدلنے میں اسراف کا پہلو آ جاتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے شیطانی فعل قرار دیا ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیطن فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں (بنی اسرائیل)

شریعت اسلامی میں مرد کیلئے ریشم کا لباس ناپسند ٹھہرایا گیا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ایسا لباس پہنے جسے میں شہرت ہو تو جب تک وہ اسے اتار نہ دے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض رہتا ہے ایک اور حدیث میں ہے جو شخص فاخرہ اور قیمتی لباس پہننے کی قدرت اور حیثیت رکھتا ہو اور فروتنی وانکساری کی خاطر محض اللہ کیلئے اس لباس سے دستبردار ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بدلے جنت کی عجیب وغریب پوشاک کی طشتریوں میں رکھ کر اس کو عنایت کرے گا۔ حضرت معاذؓ کو یمن کا والی مقرر کرتے ہوئے فرمایا۔ ایاك والتنعم فان عباداللہ لیسوبالمتنعین۔ یعنی عیش وعشرت سے بچ کر رہنا کیونکہ اللہ کے بندے عیش وعشرت والے نہیں ہوتے۔

۲۔ خوراک۔

سادہ خوراک جسم و روح دونوں کیلئے بڑی مفید ہے اس سے معدہ خراب نہیں ہوتا جبکہ زیادہ لذیذ، مرغن غذا آخر معدہ کو خراب کر دیتی ہے خوراک کا اصل مقصد تو محض جسم کو غذا دینا ہے تا کہ جسم اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کے کام انجام دے سکے اور سادہ خوراک ہی صحیح طور پر جسم کی غذا بن سکتی ہے غذا کے سلسلے میں اصل بات تو یہ ہے کہ اسراف نہ ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔

کھاؤ پیو لیکن اسراف نہ کرو۔ ''خوردن برائے زیستن'' اسلام کا موٹو ہے۔

۳۔ رہائش:

مکان اور رہائش کا بھی اصل اور فطری مقصد محض یہ ہے کہ انسان سردی اور گرمی سے اپنے آپ کو بچائے۔ بس اس سے زیادہ فضول خرچی میں آ جاتا ہے۔ ریشم وحریر کے پردے، موٹے موٹے قالین اور نرم وگداز صوفے انسان کو تن آسان بنا دیتے ہیں۔ اور وہ سخت زندگی گزارنے کے قابل نہیں رہتا۔ عمارتوں کی تعمیر میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنا حضور ﷺ نے قیامت کی نشانیوں میں سے بتایا ہے۔ اس کے علاوہ نبی اکرمؐ نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمایا جو شخص حاجت سے زیادہ مکان بنائے گا قیامت کے دن اس کو حکم ہوگا کہ اس گھر کو سر پر اٹھائے ۔ ایک روایت میں ہے آدمی جو کچھ عمارت بنائے گا قیامت کے دن اس پر وبال ہوگی مگر وہ گھر جو بمشکل کافی ہو اور سردی گرمی سے بچاتا ہو۔

٤۔ عادات و رسوم

انسان دوسروں کی نقل کے ذریعے اپنے آپ کو تکلیف میں مبتلا کر لیتا ہے اس سے اس کی عادات میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے یہ معاملہ انفرادی و اجتماعی دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے۔ فرد کسی دوسرے کے فیشن کی تقلید میں یا ایک قوم دوسری قوم سے مرعوب ہو کر کچھ عادات اختیار کر لیتی ہے۔ جو اس کا اپنا تشخص بھی برقرار نہیں رہنے دیتیں اور حال یہ ہو جاتا ہے کہ ''کوا چلا ہنس کی چال، اپنی چال بھی کھو بیٹھا''۔ یہی حال رسوم و رواج کا ہے مذہب اسلام انتہائی مادہ پرستی اور تکلفات سے پاک ہے لیکن ہندوؤں کی دیکھا دیکھی یا مغرب کی تقلید نے مسلمان کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ شادیوں اور غمیوں پر کچھ ایسی رسومات اختیار کر لی گئی ہیں جن کا ہمارے مذہب کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں اور جن کے کرنے میں سراسر تکلف ہے۔ اس تکلف کا ایک سبب عدم قناعت بھی ہے کہ آدمی دوسروں کے پاس چمک دمک دیکھ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے خواہ اس میں اسے ناجائز ذرائع ہی کیوں نہ استعمال کرنے پڑیں۔ اس لئے حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ''امارت میں اپنے سے کم تر کو دیکھو اور نیکیوں میں اپنے سے بلند تر کو دیکھو''۔

ہمارے محبوب پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے کپڑوں اور جوتوں کو خود مرمت کر لیتے تھے، بکری کا دودھ دھو لیتے تھے۔ اور گھر کے دوسرے کام بھی خود انجام دیتے تھے (ابو داؤد)

اہمیت:

سادگی تہذیب اسلامی کا لازمی جزو ہے۔ دنیاوی سامان و آسائش کی مریض قوم موت کا سامنا کرنے سے ڈرتی ہے۔ اور بزدل ہو جاتی ہے یہاں تک کہ میدان جنگ میں شرکت کرنے سے کتراتی ہے۔ کیونکہ سامان تکلف نے اسے تن آسان بنا دیا ہوتا ہے۔ انسان اپنی ضروریات کو جتنا بھی بڑھاتا جائے وہ بڑھتی چلی جائیں گی اور ان کی کوئی حد نہیں رہتی لیکن اپنے اوپر جبر کرتے ہوئے ان میں سے وہ جو لابدی ہوں پوری کرنا اور باقی کو ترک کرنا اصل زندگی ہے۔ ہوا و خواہش کا غلام بنجانے سے انسان پستی میں گر جاتا ہے اگرچہ وہ اپنے تئیں انتہا ترقی یافتہ سمجھتا ہے۔

اسوۂ رسول ﷺ

اس سلسلے میں ہمارے انبیاء خاص کر رسول کریمؐ، صحابہ کرامؓ اور ائمہ و اولیاء کی زندگیاں نمونے کے طور پر موجود ہیں۔ انبیاءؑ میں سے اکثر اپنی گزر اوقات کیلئے اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کچھ کماتے تھے حضور نبی اکرمؐ اپنے گھر کے کام کرنے میں کبھی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ اور ازواج مطہرات کو بھی سادگی ہی کا حکم دیتے تھے۔ چنانچہ سورۃ الاحزاب میں ہے:

ان كنتم تردن الحيوة الدنيا وزينتها فتعالين امتعكن واسرحكن سراحا جميلا۔

اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہتی ہو تو آؤ میں مال و متاع دوں اور احسن طریقے سے رخصت کر دوں۔ یعنی پیغمبر کے گھر میں تو تمہیں سادگی سے ہی رہنا پڑے گا۔

آنحضورؐ کا رہائشی کمرہ کچا تھا اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی۔ آپؐ نے مکان کی بے جا آرائش سے منع فرمایا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے دروازے پر منقش کپڑا لٹکا دیا آپ دیکھ کر ناراض ہوئے اور پھاڑ ڈالا فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اینٹ پتھر کو کپڑے پہنانے کا حکم نہیں دیا۔

اسوۂ صحابہؓ:

نبوت کے بعد خلافت راشدہ کا دور آتا ہے اس دور میں بھی ہمیں سادگی ہی سادگی نظر آتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے لوگوں کی بکریاں دوہنے جاتے، حضرت عمرؓ کو غیر ملکی سفیر نے درخت کے نیچے کنکریوں پر کوڑے کا سرہانہ بنا کر لیٹے دیکھا۔ حضرت عثمانؓ دولت مند ہونے کے باوجود سادہ زندگی بسر کرتے تھے حضرت علیؓ کے گھر میں تین جو کی روٹیاں تھیں وہ بھی یتیم، مسکین قیدی کو دے دیں ایک شخص حضرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابوذرؓ کے گھر گیا دیکھا کہ ان کے گھر میں کچھ بھی نہیں آپؓ نے جواب دیا میرا ایک اور گھر ہے جو کچھ میرے ہاتھ لگتا ہے وہاں بھیج دیتا ہوں (یعنی آخرت کے گھر) اس شخص نے کہا جب تک اس گھر میں رہنا ہے کچھ سامان تو ضروری ہے آپ نے فرمایا گھر کا مالک یعنی اللہ مجھے یہاں رہنے نہ دے گا۔

سادگی کی حدود
ایک غلط فہمی کا ازالہ

مذکورہ بالا باتوں سے سادگی کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے لیکن اس سے مراد یہ قطعاً نہ لیا جائے کہ تہذیب اسلامی اپنے ماننے والوں کو دنیا کی دوسری تہذیبوں کے مقابلے میں ایک پریشان بال، پریشان حال اور پراگندہ لباس قوم کی حیثیت سے پیش کرنا چاہتی ہے سادگی سے مراد گندگی نہیں لیا جاسکتا۔ لباس قیمتی نہ ہو لیکن صاف اور اجلا ہو رہائش ایئر کنڈیشنڈ نہ سہی بھونڈی اور بد تہذیبی والی نہ ہو۔ نسائی کی ایک روایت ہے کہ ابوالاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں سرکار نامدارؐ کی خدمت میں خراب کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوا تو حضورؐ نے مجھے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ میں نے جواب دیا ''جی ہاں'' حضور نے پوچھا کس قسم کا مال؟ میں نے عرض کیا اللہ نے مجھے اونٹ گائیں، بکریاں، گھوڑے ،غلام سب کچھ عطا فرمایا ہے اس پر حضورؐ نے فرمایا جب خدا نے تمہیں مال دیا ہے تو خدا کی نعمت و کرامت کا اثر تم پر ظاہر ہونا چاہئے۔

حضرت عطاء بن یسارؓ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا جسکے سر اور داڑھی کے بال بہت ہی پریشان اور پراگندہ بکھرے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بالوں کی طرف اشارہ فرمایا گویا کہ آپ ان کی اصلاح اور درستگی کا حکم دے رہے ہوں وہ شخص واپس گیا اور اس نے ویسا ہی کیا بالوں کو درست کر کے پھر آپ کی خدمت میں واپس آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اچھا نہیں ہے بہ نسبت اس کے کوئی شخص تمہارے پاس ایسی حالت مین آئے جس کے سر کے بال ایسے پریشان اور پراگندہ ہوں گویا وہ شیطان ہے اس روایت میں ثائر الراس کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس کے معنی ہیں پریشان بکھرے بالوں والا جس کو تیل ڈال کر اور کنگی کئے بہت زمانہ گزر را ہوا۔

ان روایات کو سامنے رکھتے ہوئے سادگی کی حقیقت سامنے آجاتی ہے۔ کہ اس سے مراد مجہول الحال ہونا نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض غالی قسم کے متصوفین کا خیال ہے۔

الغرض سادگی بذات خود ایک حسن، اسلام کا شعار، قرآن کا حکم اور اسوہ رسولؐ ہے جو ہر مسلمان کی زندگی کا مطلوب ہونا چاہئے۔

عرض کیا ہے

ریاض الرحمن ساغر

دینی مدرسوں کی سندات

کسی دینی مدرسے میں بکتی نہیں ہیں سندیں
رشوت چلے نہ پرچی دوران امتحان میں
رہتے ہیں بھوت اور نہ کوئی بوٹی مافیا ہے
ان مدرسوں میں ایسا گھپلا کبھی سنا ہے؟
ان کے برعکس ہیں جو تعلیم کے ادارے
ظاہر ہیں ہم پہ ان کے کرتوت جو ہیں سارے
پستول لے کے جو لڑکے امتحاں میں بیٹھیں
معیار کیا ہے ان کی پھر ڈگریوں کا سوچیں
پھر امتحاں کے پرچے جو لوگ جانچتے ہیں
نمبر لگا کے جھوٹے پیسے بٹورتے ہیں
اور دینی مدرسوں میں ڈرتے ہیں لوگ رب سے
معیار پر ہے ہوتا یکساں سلوک سب سے
جو اہلیت ہے جس کی، اس کی سند ہیں دیتے
ڈرتے نہیں کسی سے ، پیسے نہیں وہ لیتے
ثابت ہوئی نہ جعلی ، ان مدرسوں کی ڈگری
گھپلوں کی مدرسوں میں ، کوئی خبر نہ دیکھی
پھر ان کی ڈگریوں کی توقیر کیوں نہ کیجئے؟
بی اے کے ہی مساوی کیوں اہمیت نہ دیجئے؟
خائف ہے اہل دیں سے کیا یہ معاملہ ہے؟
علم ایسے مدرسوں میں دیں سے جڑا ہوا ہے
(بشکریہ نوائے وقت)

مجلہ ترجمان الحدیث
کی بہترین ترویج، اشاعت کیلئے اپنی آراء و تجاویز
اس ای میل ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں
tarjuman@hotmail.com

اپنی تجارت کو فروغ دینے کیلئے
مجلہ ترجمان الحدیث
میں اشتہار دیں
رابطہ کیلئے: 041-780274-780374

© rasailojaraid.com